سوموار 05 اپریل 2021ء | 22 شعبان 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 81

ارشادِ باری تعالیٰ

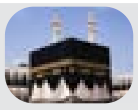

وَ یُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسۡکِیۡنًا وَّ یَتِیۡمًا وَّ اَسِیۡرًا ﴿۹﴾

(الدھر: 9)

ترجمہ :۔ اور وہ کھانے کو، اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے، مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

اسلام کی تعلیم ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے جس نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں چھوڑا جس سے یہ احساس ہو کہ اس تعلیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا تقاضا ہے کہ اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم پر اتری ہوئی اس تعلیم کو اپنا کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں، اپنے اوپر لاگو کریں۔ اور ہم پر تو اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے عاشق صادق اور غلام اور اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور شامل ہونے کا دعویٰ ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کرنے اور حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے ہمیں مختلف رشتوں اور تعلقوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا ہے اور اسی اہمیت کی وجہ سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت کی نویں شرط میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر فرمایا ہے۔تو یہ جو شرائط بیعت کا سلسلہ ہے اسی سلسلے کی آج نویں شرط کے بارہ میں کچھ کہوں گا۔

نویں شرط یہ ہے ’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘۔

---۔ نہ صرف اپنے بھائیوں ،عزیزوں ، رشتہ داروں ،اپنے جاننے والوں ،ہمسایوں سے حسن سلوک کرو،ان سے ہمدردی کرو اور اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو اُن کی مدد کرو، ان کو جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہو فائدہ پہنچاؤ بلکہ ایسے لوگ، ایسے ہمسائے جن کو تم نہیں بھی جانتے، تمہاری ان سے کوئی رشتہ داری یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو تم عارضی طور پر ملے ہو ان کو بھی اگر تمہاری ہمدردی اور تمہاری مدد کی ضرورت ہے، اگر ان کو تمہارے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ان کو ضرور فائدہ پہنچاؤ۔اس سے اسلام کا ایک حسین معاشرہ قائم ہوگا۔ ہمدردیٔ خلق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا وصف اور خوبی اپنے اندر پیدا کرلوگے اور اس خیال سے کرلوگے کہ یہ نیکی سے بڑھ کر احسان کے زمرے میں آتی ہے اور احسان تو اس نیت سے نہیں کیا جاتا کہ مجھے اس کا کوئی بدلہ ملے گا۔احسان تو انسان خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتا ہے۔تو پھر ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا جس میں نہ خاوند بیوی کا جھگڑا ہوگا، نہ ساس بہو کا جھگڑا ہوگا، نہ بھائی بھائی کا جھگڑا ہوگا، نہ ہمسائے کا ہمسائے سے کوئی جھگڑا ہوگا، ہر فریق دوسرے فریق کے ساتھ احسان کا سلوک کر رہا ہوگا اور اس کے حقوق اسی جذبہ سے ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے، اس پر عمل کر رہا ہوگا۔آج کل کے معاشرہ میں تو اس کی اور بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اگر یہ باتیں نہیں کروگے، فرمایا: پھر متکبر کہلاؤ گے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں کیا۔تکبر ایک ایسی بیماری ہے جس سے تمام فسادوں کی ابتدا ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12 ستمبر 2003 ۔بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمانِ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم

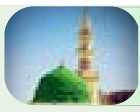

ہمدردی خلق کی اہمیت

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تُو نے میری عیادت نہیں کی تھی۔وہ کہے گا تُو رب العالمین ہے میں تیری عیادت کس طرح کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تُو نے اس کی عیادت نہیں کی؟ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی اگر تُو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا؟ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تُو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ وہ کہے گا اے میرے رب تُو تو رب العالمین ہے تمام جہانوں کو کھانا کھلانے والا ہے میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا اور تُو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا؟ کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اسے کھانا کھلاتا تو گویا تُو نے مجھے یہ کھانا کھلایا ہوتا۔ پھر فرمایا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تُو نے مجھے پانی نہ پلایا۔وہ کہے گا اے میرے رب تُو رب العالمین ہے، میں تجھے کیسے پانی پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا۔تُو نے اسے پانی نہیں پلایا تھا۔کیا تجھے یہ سمجھ نہ آئی کہ اگر تُو اسے پانی پلاتا تو گویا تُو نے یہ پانی مجھے ہی پلایا ہوتا۔ (صحیح مسلم کتاب البرو الصلہ باب فضل عیادۃ المریض)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

کل بنی نوع کی ہمدردی کرو

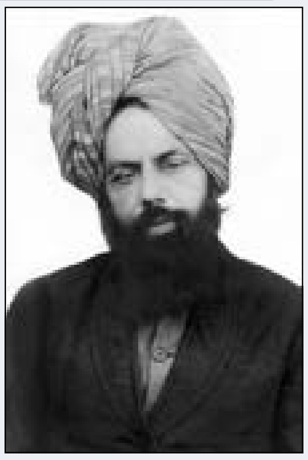

ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔......... میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں ہاں جہاں تک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اَور عدالت میں اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔

(سراج منیر ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ 28)

یقیناً یاد رکھو کہ مومن متقی کے دل میں شر نہیں ہوتا۔جس قدر انسان متقی ہوتا جاتا ہے اُسی قدر وہ کسی کی نسبت سزا اور ایذا کو پسند نہیں کرتا۔مسلمان کبھی کینہ ور نہیں ہوسکتا۔ ہم خود دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے ہمارے مخالفوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ کوئی دکھ اور تکلیف جو وہ پہنچا سکتے تھے انہوں نے پہنچایا ہے۔ لیکن پھر بھی اُن کی ہزاروں خطائیں بخشنے کو اب بھی تیار ہیں۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو۔ اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 218، 219۔ ایڈیشن 1988)

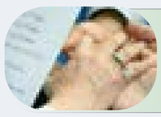

دربارِ خلافت

ہمارا سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں بڑھ کر اظہار کرنے والے ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

آج مَیں ایک دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا تعلق تمام عالَمِ اسلام سے ہے۔ اِس وقت مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے اور ایک احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت ہے اور ہونی چاہئے، اُس کا تقاضا ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کلمہ پڑھتا ہے، جو بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، جو بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی بھی قسم کے نقصان کا نشانہ بنایا جارہا ہے یا کسی بھی مسلمان ملک میں کسی بھی طرح کی بے چینی اور لاقانونیت ہے اُس کے لئے ایک احمدی جو حقیقی مسلمان ہے، اُسے دعا کرنی چاہئے۔ ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہمارا سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں بڑھ کر اظہار کرنے والے ہوں۔ جب ہم عہدِ بیعت میں عام خلق اللہ کے لئے ہمدردی رکھنے کا عہد کرتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے تو سب سے بڑھ کر اس جذبے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس دنیاوی حکومت اور وسائل تو نہیں جس سے ہم مسلمانوں کی عملی مدد بھی کرسکیں یا کسی بھی ملک میں اگر ضرورت ہو تو کرسکیں، خاص طور پر بعض ممالک کی موجودہ سیاسی اور مُلکی صورتِ حال کے تناظر میں ہمارے پاس یہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم جا کر مدد کرسکیں۔ ہاں ہم دعا کر سکتے ہیں اور اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یا جو احمدی ان ممالک میں بس رہے ہیں یا اُن ممالک کے باشندے ہیں جن میں آج کل بعض مسائل کھڑے ہوئے ہیں، اُن کو دعا کے علاوہ اگر کسی احمدی کے اربابِ حکومت یا سیاستدانوں سے تعلق ہیں تو انہیں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہئے کہ اپنے ذاتی مفادات کے بجائے اُن کو قومی مفادات کو ترجیح دینی چاہئے۔ لیکن اِلَّا مَا شَاءَ اللہ عموماً مسلمان اربابِ اختیار اور حکومت جب اقتدار میں آتے ہیں، سیاسی لیڈر جب اقتدار میں آتے ہیں یا کسی بھی طرح اقتدار میں آتے ہیں تو حقوق العباد اور اپنے فرائض بھول جاتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ تو ظاہر ہے تقویٰ کی کمی ہے۔ جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جس کتاب قرآنِ کریم پر ایمان لانے اور پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اُس کے بنیادی حکم کو بھول جاتے ہیں کہ تمہارے میں اور دوسرے میں مابہ الامتیاز تقویٰ ہے۔ اور جب یہ امتیاز باقی نہیں رہا تو ظاہر ہے کہ پھر دنیا پرستی اور دنیاوی ہوس اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ گو مسلمان کہلاتے ہیں، اسلام کا نام استعمال ہو رہا ہوتا ہے لیکن اسلام کے نام پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کی جارہی ہوتی ہے۔ دولت کو، اقتدار کی ہوس کو، طاقت کے نشہ کو خدا تعالیٰ کے احکامات پر ترجیح دی جارہی ہوتی ہے یا دولت کو سنبھالنے کے لئے، اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے غیر مُلکی طاقتوں پر انحصار کیا جارہا ہوتا ہے۔ غیر طاقتوں کے مفادات کی حفاظت اپنے ہم وطنوں اور مسلم اُمّہ کے مفادات کی حفاظت سے زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے اور اس کے لئے اگر ضرورت پڑے تو اپنی رعایا پر ظلم سے بھی گُریز نہیں کیا جاتا۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دولت کی لالچ نے سربراہانِ حکومت کو اس حد تک خود غرض بنا دیا ہے کہ اپنے ذاتی خزانے بھرنے اور حقوق العباد کی ادنیٰ سی ادائیگی میں بھی کوئی نسبت نہیں رہنے دی۔ اگر سَو (100) اپنے لئے ہے تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے ہے۔ جو خبریں باہر نکل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی سربراہ نے سینکڑوں کلوگرام سونا باہر نکال دیا تو کسی نے اپنے تہ خانے خزانے سے بھرے ہوئے ہیں۔ کسی نے سوئس بینکوں میں مُلک کی دولت کو ذاتی حساب میں رکھا ہوا ہے اور کسی نے غیر ممالک میں بے شمار، لاتعداد جائیدادیں بنائی ہوئی ہیں اور مُلک کے عوام روٹی کے لئے ترستے ہیں۔ یہ صرف عرب مُلکوں کی بات نہیں ہے۔ مثلاً پاکستان ہے وہاں مہنگائی اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ بہت سارے عام لوگ ایسے ہوں گے جن کو ایک وقت کی روٹی کھانا بھی مشکل ہے۔ لیکن سربراہ جو ہیں، لیڈر جو ہیں وہ اپنے محلوں کی سجاوٹوں اور ذاتی استعمال کے لئے قوم کے پیسے سے لاکھوں پاؤنڈ کی شاپنگ کر لیتے ہیں۔ پس چاہے پاکستان ہے یا مشرقِ وسطیٰ کے ملک ہیں یا افریقہ کے بعض ملک ہیں جہاں مسلمان سربراہوں نے جن کو

بقیہ صفحہ 9 پر

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ذیل میں جو نظم درج کی جاتی ہے یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صاحب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو لکھ کر عطا فرمائی تھی جبکہ وہ سخت مالی مشکلات میں مبتلا تھے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کے طفیل اُن کی تکالیف دُور کر دیں۔

اِک نہ اِک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(اخبار ’’الفضل‘‘ ۱۳ جنوری ۱۹۲۸ء)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 02/ اپریل 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت عثمانؓ میں تواضع اور سادگی اتنی تھی کہ رات کے وضو کا انتظام خود کرتے اور کسی خادم کو نہ جگاتے

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک، چینی ڈیسک کی جدید ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان

پانچ مرحومین محترم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ، مکرم ڈاکٹر نظام الدین بدن صاحب آف آئیوری کوسٹ، محترمہ سلمٰی بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب، مکرمہ کشور تنویر ارشد صاحبہ اہلیہ عبدالباقی ارشد صاحب چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ اور مکرم عبدالرحمٰن حسین محمد خیر صاحب آف سوڈان کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 02/ اپریل 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یوکے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم آصف بن اویس صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبے سے پہلے حضرت عثمانؓ کا ذکر چل رہا تھا، آج بھی وہی ذکر ہو گا۔ حضرت عثمانؓ میں عفّت اور حیا بہت زیادہ تھی چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ، دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ، سب سے زیادہ حیا والے عثمانؓ، عمدہ فیصلہ کرنے والے علیؓ، قرآن کو جاننے والے ابی بن کعبؓ، حلال و حرام کو جاننے والے معاذ بن جبلؓ، فرائض کا عِلم رکھنے والے زید بن ثابتؓ اور امت کے امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ہیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں اپنی رانوں یا پنڈلیوں سے کپڑا ہٹائے لیٹے ہوئے تھے کہ ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ یکے بعد دیگرے وہاں آئے تو رسول کریم ﷺ یوں ہی لیٹے رہے لیکن جب عثمانؓ حاضر ہوئے تو آپؐ بیٹھ گئے اور اپنے کپڑوں کو ٹھیک کیا۔ بعد میں حضرت عائشہؓ کے استفسار پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا مَیں اس سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ کریم کے ذکر میں بیان کیا ہے، آپؓ فرماتے ہیں دیکھو رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ کی شرم کا لحاظ کیا کہ وہ لوگوں سے شرماتے تھے آپؐ ان سے شرمائے۔ خدا تعالیٰ کے کریم ہونے سے لوگوں کو گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس بات کو سامنے رکھنا چاہیے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی صفت کریم ہے تو بندے کو بھی حیا کرنی چاہیے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت عثمانؓ میں تواضع اور سادگی اتنی تھی کہ رات کے وضو کا انتظام خود کرتے اور کسی خادم کو نہ جگاتے۔ سخاوت کا یہ عالَم تھا کہ فرمایا اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر کوئی ایسا جمعہ نہیں گزرا جس میں مَیں نے کوئی گردن آزاد نہ کی ہو۔ گھر کے محاصرے کے دوران بھی آپؓ نے بیس غلام آزاد کیے۔ ایک جنگ کے دوران جب مسلمانوں کو بھوک کی تکلیف پہنچی تو عثمانؓ نے نَو اونٹ غلّے سمیت رسول اللہ ﷺ کو بھجوائے جس پر حضور ﷺ کے چہرے پر خوشی اور مسرت پھیل گئی اور آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! عثمانؓ کو بہت عطا فرما۔ اے اللہ! عثمانؓ پر اپنا فضل و کرم نازل فرما۔

ابن سعید بن یربوع کہتے ہیں کہ مَیں بچہ تھا اور مسجد میں کھیل رہا تھا جبکہ وہاں ایک خوب صورت بزرگ سر کے نیچے اینٹ کا ٹکڑا رکھے لیٹے ہوئے تھے۔ مَیں انہیں تعجّب سے دیکھنے لگا تو انہوں نے آنکھیں کھول کر مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ پھر انہوں نے ایک لڑکے کو حکم دے کر پوشاک اور ایک ہزار درہم منگوائے اور مجھے عطا کیے۔ جب مَیں اپنے والد کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ امیرالمومنین عثمان بن عفانؓ ہیں۔

حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں کرمان کی جانب ایک مہم کے دوران چار ہزار مسلمانوں کے لشکر کو بارش کے پانی کی وجہ سے بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ امیرِ لشکر قطن بن عوف ہلالی نے دشوار گزار علاقہ پار کرنے والے سپاہی کے لیے ایک ہزار درہم انعام کا اعلان کیا تو ایک ایک کر کے تمام لشکر نے وادی پار کر لی۔ یوں ان سب کو چالیس لاکھ درہم دیے گئے لیکن جب یہ معاملہ گورنر تک پہنچا تو اس نے رقم دینے سے انکار کر دیا اور معاملہ حضرت عثمانؓ کو لکھ بھیجا۔ آپؓ نے فرمایا کہ قطن کو یہ رقم دے دو کیونکہ اس نے تو اللہ کے راستے میں مسلمانوں کی مدد کی ہے۔

حضرت عثمانؓ کو کتابتِ وحی کا بھی موقع ملا چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک شدید گرم رات کو جبکہ نبی ﷺ پر جبرئیل وحی نازل کر رہے تھے عثمانؓ آنحضور ﷺ کے سامنے بیٹھے لکھتے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کا ایسا قرب کسی نہایت معزز و مکرّم شخص کو ہی عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں قرآن کریم کے تحریری صحیفے جمع ہوئے جو عہدِ فاروقی کے بعد حضرت حفصہ بنت عمرؓ کے پاس تھے۔ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں قراءت میں اختلاف کے خطرے کے پیشِ نظر آپؓ نے حضرت حفصہؓ سے تحریری صحیفے منگوا کر حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن عاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ کو حکم دے کر قریش کی لغت کے مطابق ان صحیفوں کی نقول تیار کروائیں اور وہ نقول اسلامی ممالک کو بھجوا دی گئیں۔

حضرت مصلح موعودؓ آیتِ کریمہ سَنُقۡرِئُکَ فَلَا تَنۡسٰۤی کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم تمہیں وہ کلام سکھائیں گے جسے قیامت تک تم نہیں بھولو گے بلکہ یہ کلام اسی طرح محفوظ رہے گا جس طرح اس وقت ہے۔ اس دعوے کا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کے اشد ترین معاند بھی آج کھلے بندوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کریم اسی شکل و صورت میں محفوظ ہے جس شکل و صورت میں رسول کریم ﷺ نے اسے پیش فرمایا تھا۔ نولڈکے، سپرنگر اور ولیم میور سب نے تسلیم کیا ہے کہ سوائے قرآن کریم کے اور کسی کتاب کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جس شکل میں بانیٔ سلسلہ نے وہ کتاب پیش کی تھی اسی شکل میں وہ دنیا کے سامنے موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عثمانؓ کو 'جامع القرآن' بتلاتے ہیں یہ بات غلط ہے۔ ہاں 'شائع کنندہ قرآن' اگر کہیں تو کسی حد تک بجا ہے۔ آپؓ کے زمانے میں اسلام دُور دُور تک پھیل گیا تھا اس لیے آپ نے چند نسخے نقل کرا کر مکّہ، مدینہ، شام، بصرہ، کوفہ اور بلاد میں بھجوا دیے تھے۔ جمع تو اللہ تعالیٰ کی پسند کی ہوئی ترتیب کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے ہی فرمایا تھا اور اسی پسندیدہ ترتیب کے ساتھ ہم تک پہنچایا گیا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مدینے کے لمبے عرصے سے دارالحکومت ہونے کی وجہ سے تمام قومیں ایک ہوگئیں۔ اس وقت مدینے والے حاکم تھے جن میں مہاجرین کا بڑا طبقہ تھا اور خود اہلِ مدینہ بھی اہلِ مکّہ کی صحبت میں حجازی عربی سیکھ چکے تھے۔ چونکہ حکومت ان کے پاس تھی اور دیگر علاقوں کے لوگ مہاجرین و انصار سے دین سیکھتے تھے لہٰذا سب ملک کی علمی زبان ایک ہوتی جاتی تھی۔ جنگوں کی وجہ سے بھی قبائل کو اکٹھے رہنے کا موقع ملتا تھا۔ صحابہ کی صحبت میں ان کی نقل کی طبعی خواہش بھی یک رنگی پیدا کرتی تھی۔ اس وقت علمی مذاق کے لوگ قرآنی زبان سے پوری طرح واقف ہو چکے تھے چنانچہ حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ آئندہ صرف حجازی قراءت پڑھی جائے۔ آپؓ کے اس حکم پر شیعہ لوگ اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ موجودہ قرآن 'بیاضِ عثمانی' ہے حالانکہ یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے تک عربوں کے میل جول پر لمبا عرصہ گزر چکا تھا وہ ایک دوسرے کی زبانوں کے فرق سے پوری طرح آگاہ ہو چکے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا نزول حجازی زبان میں ہوا تھا اور قراءتوں کا فرق دوسرے قبائل کے اسلام لانے پر ہوا۔ بعض دفعہ ایک قبیلہ اپنی زبان کے لحاظ سے دوسرے قبیلے سے کچھ فرق رکھتا تھا اور یوں بعض الفاظ کے معنی میں فرق ہو جاتا تھا اس لیے رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت بعض اختلافی الفاظ کے لہجے بدلنے یا دوسرا لفظ رکھنے کی اجازت دے دی تھی۔ جب حضرت عثمانؓ کے عہد میں تمدن اور حکومت کے ذریعے سے قبائلی حالت کی جگہ ایک قومیت اور ایک زبان نے لے لی اور سب لوگ حجازی زبان سے پوری طرح آشنا ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے سمجھا کہ اب ان قراءتوں کو قائم رکھنا اختلاف کو قائم رکھنے کا موجب بن جائے گا۔ اس لیے ان قراءتوں کا عام استعمال بند کرنا چاہیے۔

حضورِ انور نے حضرت عثمانؓ کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ارشاد فرمانے کے بعد پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دُور فرمائے۔ خاص طور پر پاکستان میں قانون کی وجہ سے مختلف وقتوں میں احمدیوں کے لیے مشکلات کھڑی کی جاتی ہیں اور کسی صورت میں بھی انہیں اب آزادی نہیں رہی۔ اسی طرح الجزائر میں بھی بعض حکومتی اہلکار مشکلات کھڑی کرتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد حضورِ انور نے مرکزی آئی ٹی ٹیم کے تعاون سے تیار کردہ چینی ڈیسک کی ویب سائٹ کے اجرا کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ نمازِ جمعہ کے بعد مَیں یہ ویب سائٹ لانچ کروں گا۔ اس ویب سائٹ سے چینی زبان میں اسلام اور احمدیت کے متعلق تفصیلی معلومات مل سکیں گی۔ خدا کرے کہ یہ ویب سائٹ چینی عوام کے لیے ہدایت کا موجب ہو اور اسلام اور احمدیت کے لیے ان کے دل کھلیں۔

خطبے کے آخری حصّے میں حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

1۔ محترم محمد یونس خالد صاحب مربی سلسلہ جو 15/ مارچ کو حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

2۔ مکرم ڈاکٹر نظام الدین بدن صاحب آف آئیوری کوسٹ جو 15/ مارچ کو 73 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

3۔ محترمہ سلمٰی بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر صاحب جو 24/ جنوری کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

4۔ مکرمہ کشور تنویر ارشد صاحبہ اہلیہ عبدالباقی ارشد صاحب چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ یوکے۔ آپ 27/ فروری کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

5۔ مکرم عبدالرحمٰن حسین محمد خیر صاحب آف سوڈان۔ آپ 24 دسمبر کو 56 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔

حضورِ انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لیے دعا کی۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12؍ مارچ 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت عثمانؓ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق آپؓ میں پائے جاتے تھے۔ دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے آپؓ نہایت ممتاز تھے۔ اسلام میں سبقت رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ پر نہایت خوش تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

چار مرحومین مکرم مولوی محمد ادریس تیرو صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ، مکرمہ امینہ نائیگا کائرے صاحبہ اہلیہ محمد علی کائرے صاحب امیر و مشنری انچارج یوگنڈا، مکرم لُوی قزق صاحب آف سیریا اور مکرمہ فرحت نسیم صاحبہ ربوہ اہلیہ مکرم محمد ابراہیم صاحب حنیف سارچوری کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنی وفات سے یا جب فتنہ زوروں پر تھا اس سے تقریباً ایک سال پہلے آخری حج کیا۔ بہرحال ان کا جو آخری حج تھا اس وقت فتنہ پردازوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا اور حضرت امیر معاویہؓ نے اس کو بڑی شدت سے محسوس کیا تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حج سے واپسی پر حضرت معاویہ بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ مدینہ آئے۔ کچھ دن ٹھہر کر آپ واپس جانے لگے تو آپ نے حضرت عثمانؓ سے علیحدہ مل کر درخواست کی کہ فتنہ بڑھتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہو۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اول میرا مشورہ یہ ہے کہ آپؓ میرے ساتھ شام چلیں کیونکہ شام میں ہر طرح سے امن ہے اور کسی قسم کا فساد نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یکدم کسی قسم کا فساد اٹھے اور اس وقت کوئی انتظام نہ ہو سکے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو جواب دیا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو کسی صورت میں نہیں چھوڑ سکتا خواہ جسم کی دھجیاں اڑا دی جائیں۔ حضرت معاویہ نے کہا پھر دوسرا مشورہ یہ ہے کہ آپؓ مجھے اجازت دیں کہ میں ایک دستہ شامی فوج کا آپؓ کی حفاظت کے لیے بھیج دوں۔ ان لوگوں کی موجودگی میں کوئی شخص شرارت نہیں کر سکے گا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ نہ میں عثمان کی جان کی حفاظت کے لیے اس قدر بوجھ بیت المال پر ڈال سکتا ہوں اور نہ یہ پسند کرتا ہوں کہ مدینہ کے لوگوں کو فوج رکھ کر تنگی میں ڈالوں۔ اس پر حضرت معاویہ نے عرض کی کہ پھر تیسری تجویز یہ ہے کہ صحابہؓ کی موجودگی میں لوگوں کو جرأت ہے کہ اگر عثمانؓ نہ رہے تو ان میں سے کسی کو آگے کھڑا کر دیں گے۔ ان لوگوں کو مختلف ملکوں میں پھیلا دیں۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا ہے میں ان کو پراگندہ کر دوں، پھیلا دوں۔ اس پر معاویہ رو پڑے اور عرض کی کہ اگر ان تدابیر میں سے جو آپؓ کی حفاظت کے لیے میں نے پیش کی ہیں آپؓ کوئی بھی قبول نہیں کرتے تو اتنا تو کیجیے کہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں کہ اگر میری جان کو کوئی نقصان پہنچا تو معاویہ کو میرے قصاص کا حق ہو گا۔ شاید لوگ اس سے خوف کھا کر شرارت سے باز رہیں۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ معاویہ! جو ہونا ہے ہو کر رہے گا، میں ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ آپ کی طبیعت سخت ہے۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہ کو کہا کہ آپ کی طبیعت سخت ہے ایسا نہ ہو کہ آپ مسلمانوں پر سختی کریں۔ اس پر حضرت معاویہ روتے ہوئے آپ کے پاس سے اٹھے اور کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ آخری ملاقات ہو۔ اور باہر نکل کر صحابہؓ سے کہا۔ اسلام کا دارومدار آپ لوگوں پر ہے۔ حضرت عثمانؓ اب بالکل ضعیف ہو گئے ہیں اور فتنہ بڑھ رہا ہے۔ آپ لوگ ان کی نگہداشت رکھیں۔ یہ کہہ کر معاویہ شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

(ماخوذ از اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 285-286)

حضرت عثمانؓ کا جو مضبوط عزم و ہمت تھا اس کے بارے میں بیان ہے، مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر سے محاصرین کو جھانک کر فرمایا کہ اے میری قوم! مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میں حاکم وقت اور تمہارا مسلمان بھائی ہوں۔ بخدا میں نے ہمیشہ مقدور بھر اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے خواہ میرا موقف درست تھا یا مجھ سے کوئی خطا ہوئی۔ یاد رکھو اگر تم نے مجھے قتل کیا تو تم لوگ کبھی بھی اکٹھے نماز نہ پڑھ سکو گے اور نہ ہی کبھی اکٹھے جہاد کر سکو گے اور نہ ہی اموالِ غنیمت کی تم میں منصفانہ تقسیم ہو سکے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ جب محاصرہ کرنے والوں نے انکار کیا تو آپؓ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں نے امیر المومنین حضرت عمرؓ کی وفات کے وقت جبکہ تم سب متحد تھے اور سب دین اور حق پر قائم تھے وہ دعا نہ کی تھی جو تم نے کی تھی یعنی خلافت کے بارے میں۔ پھر کیا اب تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعائیں قبول نہیں کیں یا پھر یہ کہنا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کو اب دین کی کوئی پروا نہیں رہی یا پھر یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں نے اس چیز یعنی خلافت کو تلوار کے زور سے یا غاصبانہ قبضہ کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور مسلمانوں کے مشورے سے اسے حاصل نہیں کیا یا پھر تمہارا خیال ہے کہ میری خلافت کے ابتدائی زمانے میں اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وہ باتیں نہیں جانتا تھا جن کا اسے بعد میں پتہ چلا۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ اس پر بھی جب محاصرین نے آپؓ کی بات نہ مانی تو آپؓ نے دعا کی کہ یا اللہ! تُو انہیں اچھی طرح گن لے اور ان سب کو چن چن کر مارنا اور ان سب میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس فتنہ میں جس جس نے بھی حصہ لیا اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۸، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

ابولیلیٰ کِنْدِی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا جبکہ آپ محصور تھے۔ آپؓ نے ایک روشن دان سے جھانک کر فرمایا اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو اور اگر میرا قصور ہے تو مجھے توبہ کا موقع دو۔ اللہ کی قسم! اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو پھر کبھی اکٹھے نماز نہیں پڑھ سکو گے اور کبھی بھی متحد ہو کر دشمن کا مقابلہ نہ کر سکو گے اور ضرور تم آپس میں اختلاف کرو گے اور اس طرح تم الجھ کر رہ جاؤ گے۔ راوی کہتے ہیں آپؓ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر بتایا کہ ایسے۔ پھر آپؓ نے فرمایا وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ أَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ أَوْ قَوْمَ هُوْدٍ أَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ۔ (ہود:90)

اور اے میری قوم! میری دشمنی تمہیں ہرگز ایسی بات پر آمادہ نہ کرے کہ تمہیں بھی ویسی ہی مصیبت پہنچے جیسی نوح کی قوم کو اور ہود کی قوم کو اور صالح کی قوم کو پہنچی تھی اور لوط کی قوم بھی تم سے کچھ دور نہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام کی طرف پیغام بھیجا۔ انہوں نے آ کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو آپؓ نے یعنی حضرت عثمانؓ نے فرمایا لڑائی سے بچو۔ لڑائی سے بچو۔ کیونکہ یہ بات تمہارے حق میں بطور دلیل زیادہ مضبوط ہو گی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۹، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ حضرت زید بن ثابت انصاریؓ نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ انصار دروازے پر حاضر ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو ہم دوسری مرتبہ اللہ کے انصار بننے کو تیار ہیں۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ نہیں، قتال ہرگز نہیں کرنا۔ حضرت ابوہریرہؓ

بیان کرتے ہیں کہ یوم الدّار کو میں نے حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے امیر المومنینؓ! اب تو تلوار اٹھانا ہی مناسب ہے۔ آپؓ نے فرمایا اے ابوہریرہؓ! کیا تم پسند کرو گے کہ تم تمام لوگوں کو اور مجھے بھی قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر تم نے ایک شخص کو بھی قتل کیا تو گویا سب لوگ قتل ہو گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں پھر واپس آ گیا۔ اس لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔ پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ آج ہی لڑنے کا موقع ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے محاصرہ کے روز حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المومنینؓ! ان لوگوں سے جنگ کیجیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے لیے ان سے جنگ کرنا جائز قرار دیا ہے۔ آپؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! مَیں ان سے کبھی بھی جنگ نہیں کروں گا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس پر وہ لوگ آپؓ کے پاس گھر میں گھس آئے جبکہ آپؓ روزے سے تھے۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے گھر کے دروازے پر حضرت عبداللہ بن زبیر کو نگران مقرر فرمایا ہوا تھا۔ آپؓ نے فرمایا تھا کہ جو میری اطاعت کرنا چاہتا ہے وہ عبداللہ بن زبیر کی اطاعت کرے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیر المومنین! یقیناً آپ کے پاس گھر میں آپ کی حفاظت کے لیے ایک گروہ ہے جسے اللہ کی تائید و نصرت حاصل ہے اور وہ ان محاصرین کی نسبت تعداد میں کم ہیں۔ پس آپ مجھے باغیوں سے قتال کی اجازت دیں۔ تو آپؓ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قَسم دیتا ہوں یا فرمایا میں تمہیں اللہ کے نام پر نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی آدمی میری خاطر اپنا خون نہ بہائے یا میری خاطر کسی اَور کا خون نہ بہائے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۹، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قبل کے فتنہ اور آپؓ کے واقعہ شہادت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بیان فرمایا ہے وہ اس طرح ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ چونکہ باغیوں کو بظاہر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ انہوں نے آخری حیلے کے طور پر پھر ایک شخص کو حضرت عثمانؓ کی طرف بھیجا کہ وہ خلافت سے دستبردار ہو جائیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر خود دستبردار ہو جائیں گے تو مسلمانوں کو انہیں سزا دینے کا کوئی حق اور موقع نہ رہے گا یعنی باغیوں کو پھر سزا دینے کا موقع نہیں ملے گا۔ حضرت عثمانؓ کے پاس جو پیامبر پہنچا تو آپؓ نے فرمایا کہ میں نے تو جاہلیت میں بھی بدیوں سے پرہیز کیا ہے اور اسلام میں بھی اس کے احکام کو نہیں توڑا۔ مَیں کیوں اور کس جرم میں اس عہدے کو چھوڑ دوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے؟ میں تو اس قمیص کو کبھی نہیں اتاروں گا جو خدا تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔ وہ شخص یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور اپنے ساتھیوں سے ان الفاظ میں آ کر مخاطب ہوا کہ خدا کی قسم! ہم سخت مصیبت میں پھنس گئے ہیں۔ خدا کی قسم! مسلمانوں کی گرفت سے عثمان کو قتل کرنے کے سوائے ہم بچ نہیں سکتے کیونکہ اس صورت میں حکومت تہ و بالا ہو جائے گی اور انتظام بگڑ جائے گا اور کوئی پوچھنے والا نہ ہو گا اور اس کا قتل کرنا کسی طرح جائز نہیں یعنی حل تو یہی ہے لیکن قتل کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ اس شخص کے یہ فقرات نہ صرف ان لوگوں کی گھبراہٹ پر دلالت کرتے ہیں بلکہ اس امر پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ اس وقت تک بھی حضرت عثمانؓ نے کوئی ایسی بات پیدا نہ ہونے دی تھی جسے یہ لوگ بطور بہانہ استعمال کر سکیں اور ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کا قتل کسی صورت میں جائز نہیں۔

جب یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل کا منصوبہ کر رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن سلام جو بحالت کفر بھی اپنی قوم میں نہایت معزز تھے اور جن کو یہود اپنا سردار مانتے تھے اور عالمِ بے بدل جانتے تھے، تشریف لائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر ان لوگوں کو نصیحت کرنی شروع کی اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے ان کو منع فرمایا کہ اے قوم! خدا کی تلوار کو اپنے اوپر نہ کھینچو۔ خدا کی قسم! اگر تم نے تلوار کھینچی تو پھر اسے میان میں کرنے کا موقع نہ ملے گا، پھر ہمیشہ مسلمانوں میں تلوار کھنچی رہے گی۔ ہمیشہ مسلمانوں میں لڑائی جھگڑا ہی رہے گا۔ عقل کرو۔ آج تم پر حکومت صرف کوڑے کے ساتھ کی جاتی ہے۔ عموماً حدود شریعہ میں کوڑے کی سزا دی جاتی ہے اور اگر تم نے اس شخص کو قتل کر دیا یعنی حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا تو حکومت کا کام بغیر تلوار کے نہ چلے گا۔ یعنی چھوٹے چھوٹے مجرموں کے جرموں پر بھی لوگوں کو قتل کیا جائے گا۔ یاد رکھو کہ اس وقت مدینہ کے محافظ ملائکہ ہیں۔ اگر تم اس کو قتل کر دو گے تو ملائکہ مدینہ کو چھوڑ جائیں گے۔ اس نصیحت سے ان لوگوں نے یہ فائدہ اٹھایا کہ عبداللہ بن سلام صحابی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دھتکار دیا اور ان کو پہلے دین کا طعنہ دے کر کہا کہ اے یہودن کے بیٹے! تجھے ان کاموں سے کیا تعلق؟ افسوس کہ ان لوگوں کو یہ تو یاد رہا کہ عبداللہ بن سلام یہودن کے بیٹے تھے لیکن یہ بھول گئے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ایمان لائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے ایمان لانے پر نہایت خوشی کا اظہار کیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہر ایک مصیبت اور دکھ میں آپ شریک ہوئے اور اسی طرح یہ بھی بھول گیا کہ ان کا لیڈر اور ان کو ورغلانے والا حضرت علیؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی قرار دے کر حضرت عثمانؓ کے مقابلے پر کھڑا کرنے والا عبداللہ بن سبا بھی یہودن کا بیٹا تھا بلکہ خود یہودی تھا اور صرف ظاہر میں اسلام کا اظہار کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام تو یہ باتیں سن کے ان لوگوں سے مایوس ہو کر چلے گئے اور ادھر ان لوگوں نے یہ دیکھ کر کہ دروازے کی طرف سے جا کر حضرت عثمانؓ کو قتل کرنا مشکل ہے کیونکہ اس طرف تھوڑے بہت جو لوگ بھی روکنے والے موجود ہیں وہ مرنے مارنے پر تلے ہوئے ہیں، یہ فیصلہ کیا کہ کسی ہمسائے کے گھر کی دیوار پھاند کر حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس ارادے سے چند لوگ ایک ہمسائے کی دیوار پھاند کر آپؓ کے کمرے میں گھس گئے۔ جب اندر گھسے تو حضرت عثمانؓ قرآن کریم پڑھ رہے تھے اور جب سے کہ محاصرہ ہوا تھا رات اور دن آپؓ کا یہی شغل تھا کہ نماز پڑھتے یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور اس کے سوا اَور کسی کام کی طرف توجہ نہ کرتے اور ان دنوں میں صرف آپؓ نے ایک کام کیا اور وہ یہ کہ ان لوگوں کے گھروں میں داخل ہونے سے پہلے آپؓ نے دو آدمیوں کو خزانے کی حفاظت کے لیے مقرر کیا کیونکہ جیسا کہ ثابت ہے اس دن رات کو رؤیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو نظر آئے، حضرت عثمانؓ کو خواب میں نظر آئے اور فرمایا کہ عثمانؓ آج شام کو روزہ ہمارے ساتھ کھولنا۔ اس رؤیا سے آپؓ کو یقین ہو گیا تھا کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ پس آپؓ نے اپنی ذمہ داری خیال کر کے دو آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ خزانے کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہرہ دیں تا کہ شور و شر میں کوئی شخص خزانے کو لُوٹنے کی کوشش نہ کرے۔ غرض جب یہ لوگ اندر پہنچے تو حضرت عثمانؓ کو قرآن کریم پڑھتے ہوئے پایا۔ ان حملہ آوروں میں محمد بن ابی بکر بھی تھے اور بوجہ اپنے اقتدار کے جو ان لوگوں پر ان کو حاصل تھا اپنا فرض سمجھتے تھے، ان کا خیال تھا ناں کہ میں حضرت ابوبکر کا بیٹا ہوں تو مجھے فوقیت حاصل ہے۔ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ ہر ایک کام میں آگے ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ لی اور زور سے جھٹکا دیا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کے اس فعل پر صرف اس قدر فرمایا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! اگر تیرا باپ یعنی حضرت ابوبکرؓ اس وقت ہوتا تو تُو کبھی ایسا نہ کرتا۔ تجھے کیا ہوا۔ تُو خدا کے لیے مجھ پر ناراض ہے۔ کیا اس کے سوا تجھے مجھ پر کوئی غصہ ہے کہ تجھ سے مَیں نے خدا کے حقوق ادا کروائے ہیں؟ مَیں یہی کہتا ہوں ناں کہ خدا کے حقوق ادا کرو۔ اس پر محمد بن ابی بکر شرمندہ ہو کر واپس لَوٹ گئے لیکن دوسرے شخص وہیں رہے اور چونکہ اس رات بصرہ کے لشکر کی مدینہ میں داخل ہونے کی یقینی خبر آ چکی تھی اور یہ موقع ان لوگوں کے لیے آخری موقع تھا۔ ان لوگوں نے فیصلہ کر لیا کہ بغیر اپنا کام کیے واپس نہ لَوٹیں گے اور ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور ایک لوہے کی سیخ حضرت عثمانؓ کے سر پر ماری اور پھر حضرت عثمانؓ کے سامنے جو قرآن کریم دھرا ہوا تھا اس کو لات مار کر پھینک دیا۔ قرآن کریم لڑھک کر حضرت عثمانؓ کے پاس آ گیا اور آپؓ کے سر پر سے خون کے قطرات گر کر اس پر آ پڑے۔ قرآن کریم کی بے ادبی تو کسی نے کیا کرنی ہے مگر ان لوگوں کے تقویٰ اور دیانت کا پردہ اس واقعہ سے اچھی طرح فاش ہو گیا۔ جس آیت پر آپؓ کا خون گرا وہ ایک زبردست پیشگوئی تھی جو اپنے وقت پر جا کر اس شان سے پوری ہوئی کہ سخت دل سے سخت دل آدمی نے اس کے خونی حروف کی جھلک کو دیکھ کر خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ وہ آیت یہ تھی۔ فَسَیَکۡفِیۡکَہُمُ اللّٰہُ وَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ۔ (البقرة:138) اللہ تعالیٰ ضرور ان سے تیرا بدلہ لے گا اور وہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس کے بعد ایک اَور شخص سُودَان نامی آگے بڑھا اور اس نے تلوار سے آپؓ پر حملہ کرنا چاہا۔ پہلا وار کیا تو آپؓ نے اپنے ہاتھ سے اس کو روکا اور آپؓ کا ہاتھ کٹ گیا۔ اس پر آپؓ نے، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی قسم! یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن کریم لکھا تھا۔ اس کے بعد پھر اس نے دوسرا وار کر کے آپؓ کو قتل کرنا چاہا تو آپ کی بیوی نائلہ وہاں آ گئیں اور اپنے آپ کو بیچ میں کھڑا کر دیا مگر اس شقی نے ایک عورت پر وار کرنے سے بھی دریغ نہ کیا اور وار کر دیا جس سے آپؓ کی بیوی کی انگلیاں کٹ گئیں اور وہ علیحدہ ہو گئیں۔ پھر اس نے ایک وار حضرت عثمانؓ پر کیا اور آپؓ کو سخت زخمی کر دیا۔ اس کے بعد اس شقی نے یہ خیال کر کے کہ ابھی جان نہیں نکلی، شاید بچ جائیں اسی وقت جبکہ زخموں کے صدموں سے آپ بیہوش

ہو چکے تھے اور شدت درد سے تڑپ رہے تھے آپؓ کا گلا پکڑ کر گھونٹنا شروع کیا اور اس وقت تک آپ کا گلا نہیں چھوڑا جب تک آپؓ کی روح جسمِ خاکی سے پرواز کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو لبیک کہتی ہوئی عالم بالا کو پرواز نہیں کر گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ پہلے حضرت عثمانؓ کی بیوی اس نظارے کی ہیبت سے متاثر ہو کر بول نہ سکیں لیکن آخر انہوں نے آواز دی اور وہ لوگ جو دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اندر کی طرف دوڑے مگر اب مدد فضول تھی، جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے ایک آزاد کردہ غلام نے سُوۡدَان کے ہاتھ میں وہ خون آلود تلوار دیکھی جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا تو اس سے نہ رہا گیا اور اس نے آگے بڑھ کر اس شخص کا تلوار سے سر کاٹ دیا۔ اس پر اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اس کو قتل کر دیا۔

اب اسلامی حکومت کا تخت خلیفہ سے خالی ہو گیا۔ اہل مدینہ نے مزید کوشش فضول سمجھی اور ہر ایک اپنے اپنے گھر جا کر بیٹھ گیا۔ ان لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو مار کر گھر پر دستِ تعدّی دراز کرنا شروع کیا۔ حضرت عثمانؓ کی بیوی نے چاہا کہ اس جگہ سے ہٹ جاویں تو اس کے لَوٹتے وقت ان میں سے ایک کمبخت نے اپنے ساتھیوں سے ان کے متعلق نہایت غلیظ الفاظ میں تبصرہ کیا۔ بے شک ایک حیادار آدمی کے لیے خواہ وہ کسی مذہب کا پیرو کیوں نہ ہو اس بات کو باور کرنا بھی مشکل ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت سابق قدیمی صحابی، آپؐ کے داماد، تمام اسلامی ممالک کے بادشاہ اور پھر خلیفۂ وقت کو یہ لوگ ابھی ابھی مار کر فارغ ہوئے تھے ایسے گندے خیالات کا ان لوگوں نے اظہار کیا ہو لیکن ان لوگوں کی بے حیائی ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ کسی قسم کی بداعمالی بھی ان سے بعید نہ تھی۔ یہ لوگ کسی نیک مدعا کو لے کر کھڑے نہیں ہوئے تھے نہ ان کی جماعت نیک آدمیوں کی جماعت تھی۔ ان میں سے بعض عبداللہ بن سبا یہودی کے فریب خوردہ اور اس کی عجیب و غریب مخالف اسلام تعلیموں کے دلدادہ تھے۔ کچھ حد سے بڑھی ہوئی سوشلزم بلکہ بولشویزم کے فریفتہ تھے۔ کچھ سزا یافتہ مجرم تھے جو اپنے دیرینہ بغض کو نکالنا چاہتے تھے۔ کچھ لٹیرے اور ڈاکو تھے جو اس فتنہ پر اپنی ترقیات کی راہ دیکھتے تھے۔ پس ان کی بے حیائی قابل تعجب نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اگر ایسی حرکات نہ کرتے تب تعجب کا مقام تھا۔ جب یہ لوگ لوٹ مار کر رہے تھے تو ایک اَور آزاد کردہ غلام سے حضرت عثمانؓ کے گھر والوں کی چیخ و پکار سن کر نہ رہا گیا اور اس نے حملہ کر کے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے پہلے غلام کو مارا تھا۔ اس پر ان لوگوں نے اسے بھی قتل کر دیا اور عورتوں کے جسم پر سے بھی زیور اتار لیے اور ہنسی ٹھٹھا کرتے ہوئے گھر سے نکل گئے۔

(ماخوذ از اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 327 تا 331)

حضرت مصلح موعودؓ ان قاتلین کی بدتہذیبی کا مزید ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ خود انہوں نے کیا کیا! حضرت عثمانؓ کو شہید کیا اور جب خون میں تڑپ رہے تھے تو قاتل ان کی بیوی، حضرت عثمانؓ کی بیوی کے متعلق بیہودہ بکواس کر رہے تھے، جسم کے بارے میں تبصرے کر رہے تھے۔ پھر اس سے بھی بدتر انہوں نے کام کیا یعنی حضرت عثمانؓ کی بیوی پر ہی نہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھے اور حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے متعلق بھی باتیں کیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ باتیں سن کے میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بہت بڑا مرتبہ دیا ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ کاش میں اُس وقت ہوتا اور اب نہ ہوتا تو مَیں ان لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ ان لوگوں کی انتہا کیا تھی؟ حضرت عائشہؓ کے بارے میں جیسا کہ مَیں نے کہا فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بے پردہ کیا اور دیکھ کر کہا تھا کہ یہ تو نوجوان ہے۔

(ماخوذ از رپورٹ مجلس مشاورت 11، 12 اپریل 1925ء صفحہ 32-33)

حضرت عائشہؓ پر بھی تبصرے سے باز نہیں آئے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان باتوں سے کبھی خائف نہیں ہوئے یعنی حضرت عثمانؓ اس بات سے کبھی خائف نہیں ہوئے کہ مجھ سے کیا سلوک ہو گا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ جب باغیوں نے مدینہ پر قبضہ کر لیا تو وہ نماز سے پہلے تمام مسجد میں پھیل جاتے اور اہل مدینہ کو ایک دوسرے سے جدا جدا رکھتے تا وہ اکٹھے ہو کر ان کا مقابلہ نہ کر سکیں مگر باوجود اس شورش اور فتنہ انگیزی اور فساد کے حضرت عثمانؓ نماز پڑھنے کے لیے اکیلے مسجد میں تشریف لاتے اور ذرا بھی خوف محسوس نہ کرتے اور اس وقت تک برابر آتے رہے جب تک لوگوں نے آپ کو منع نہ کر دیا۔ جب فتنہ بہت بڑھ گیا اور حضرت عثمانؓ کے گھر پر مفسدوں نے حملہ کر دیا تو بجائے اس کے کہ آپ صحابہ کا اپنے مکان کے اردگرد پہرہ لگواتے آپ نے انہیں قسم دے کر کہا کہ وہ آپ کی حفاظت کر کے اپنی جانوں کو خطرے میں نہ ڈالیں اور اپنے گھروں کو چلے جائیں۔ کیا شہادت سے ڈرنے والا آدمی بھی ایسا ہی کیا کرتا ہے اور وہ لوگوں سے کہا کرتا ہے کہ میری فکر نہ کرو بلکہ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ ثابت ہے کہ حضرت عثمانؓ کو شہادت سے کوئی خوف نہیں تھا۔ پھر اس بات کا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات سے کچھ بھی خائف نہیں تھے ایک اَور زبردست ثبوت یہ ہے جیسا کہ خطبہ کے شروع میں بیان ہوا تھا کہ اس فتنہ کے دوران میں ایک دفعہ حضرت معاویہ حج کے لیے آئے۔ جب وہ شام کو واپس جانے لگے تو مدینہ میں وہ حضرت عثمانؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور عرض کیا کہ آپؓ میرے ساتھ شام چلیں وہاں آپ ان فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ آپؓ نے فرمایا کہ معاویہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ کو یہ بات منظور نہیں تو میں شامی سپاہیوں کا ایک لشکر آپ کی حفاظت کے لیے بھیج دیتا ہوں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا اپنی حفاظت کے لیے ایک لشکر رکھ کر مسلمانوں کے رزق میں کمی نہیں کرنا چاہتا۔ حضرت معاویہ نے عرض کیا کہ امیر المومنین! لوگ آپ کو دھوکے سے قتل کر دیں گے یا ممکن ہے کہ آپؓ کے خلاف وہ برسر جنگ ہو جائیں۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ مجھے اس کی پروا نہیں۔ میرے لیے میرا خدا کافی ہے۔ آخر انہوں نے کہا اگر آپؓ اَور کچھ منظور نہیں کرتے تو اتنا کریں کہ شرارتی لوگوں کو بعض اکابر صحابہ کے متعلق گھمنڈ ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے بعد وہ کام سنبھال لیں گے۔ چنانچہ وہ ان کا نام لے لے کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ آپ ان سب کو مدینہ سے رخصت کر دیں اور بیرونی ملکوں میں پھیلا دیں۔ اس سے شریروں کے ارادے پست ہو جائیں گے اور وہ خیال کریں گے کہ آپؓ سے تعارض کر کے انہوں نے کیا لینا ہے جبکہ مدینہ میں کوئی اَور کام کو سنبھالنے والا ہی نہیں ہے۔ مگر حضرت عثمانؓ نے یہ بات بھی نہ مانی، پہلے ذکر ہو چکا ہے، اور کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا ہے میں انہیں جلاوطن کر دوں۔ حضرت معاویہ یہ سن کر رو پڑے اور انہوں نے عرض کیا کہ اگر آپ اَور کچھ نہیں کرتے تو اتنا ہی اعلان کر دیں کہ میرے خون کا بدلہ معاویہ لے گا۔ آپؓ نے فرمایا معاویہ تمہاری طبیعت تیز ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ مسلمانوں پر تم کہیں سختی نہ کرو۔ اس لیے میں یہ اعلان بھی نہیں کر سکتا۔ اب کہنے کو تو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ دل کے کمزور تھے مگر تم خود ہی بتاؤ کہ اس قسم کی جرأت کتنے لوگ دکھا سکتے ہیں؟ اور کیا ان واقعات کے ہوتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے دل میں کچھ بھی خوف تھا یعنی حضرت عثمانؓ کے دل میں کوئی خوف تھا۔ اگر خوف ہوتا تو وہ کہتے کہ تم اپنی فوج کا ایک دستہ میری حفاظت کے لیے بھجوا دو۔ انہیں تنخواہ مَیں دلا دوں گا اور اگر خوف ہوتا تو آپ اعلان کر دیتے اگر مجھ پر کسی نے ہاتھ اٹھایا تو وہ سن لے کہ میرا بدلہ معاویہ لے گا مگر آپؓ نے سوائے اس کے کوئی جواب نہ دیا کہ معاویہ تمہاری طبیعت تیز ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ اگر مَیں نے تم کو یہ اختیار دے دیا تو تم مسلمانوں پر سختی کرو گے۔ پھر جب آخر میں دشمنوں نے دیوار پھاند کر آپ پر حملہ کیا تو بغیر کسی ڈر اور خوف کے اظہار کے آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکرؓ کا ایک بیٹا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے، آگے بڑھا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی پکڑ کے اسے زور سے جھٹکا دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اس کی طرف آنکھ اٹھائی اور فرمایا میرے بھائی کے بیٹے! اگر تیرا باپ اس وقت ہوتا تو تُو کبھی ایسا نہ کرتا۔ یہ سنتے ہی اس کا سر سے لے کر پیر تک جسم کانپ گیا اور شرمندہ ہو کر واپس لوٹ گیا۔ اس کے بعد ایک اَور شخص آگے بڑھا اور اس نے ایک لوہے کی سیخ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے حضرت عثمانؓ کے سر پہ ماری اور آگے قرآن جو پڑا ہوا تھا اس کو پاؤں سے ٹھوکر ماری۔ الگ پھینک دیا۔ وہ ہٹا تو ایک اَور شخص آگے آیا اور اس نے تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔ ان واقعات کو دیکھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان واقعات سے خائف تھے۔

(ماخوذ از خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 536-537)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور اسی رنگ میں آئے جس رنگ میں حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور دوسرے انبیاء مبعوث ہوئے تھے اور آپؑ کے بعد بھی اسی رنگ میں سلسلۂ خلافت شروع ہوا جس طرح پہلے انبیاء کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم

ہوا۔ اگر ہم عقل کے ساتھ دیکھیں اور اس کی حقیقت کو پہچاننے کی کوشش کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ ایک عظیم الشان سلسلہ ہے۔ یعنی خلافت کا سلسلہ ایک عظیم الشان سلسلہ ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر دس ہزار نسلیں بھی اس کے قیام کے لیے قربان کر دی جائیں تو کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ میں دوسروں کے متعلق تو نہیں جانتا مگر کم از کم اپنے متعلق جانتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی تاریخ پڑھنے کے بعد جب میں حضرت عثمانؓ پر پڑی ہوئی مصیبتوں پر نظر کرتا ہوں اور دوسری طرف اس نور اور روحانیت کو دیکھتا ہوں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر ان میں پیدا کی تو میں کہتا ہوں کہ اگر دنیا میں میری دس ہزار نسلیں پیدا ہونے والی ہوتیں اور وہ ساری کی ساری ایک ساعت میں جمع کر کے قربان کر دی جاتیں تا وہ فتنہ ٹل سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جُوں دے کر ہاتھی خریدنے کا سودا ہے یعنی بہت چھوٹی سی چیز دے کر، جُوں تو ایک بڑا معمولی سا کیڑا ہے وہ دے کے ہاتھی خریدنے کے سودے سے بھی یہ سستا ہے۔ درحقیقت ہمیں کسی چیز کی قیمت کا پتہ پیچھے لگتا ہے۔

(ماخوذ از نبوت اور خلافت اپنے وقت پر ظہور پذیر ہو جاتی ہے، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 246)

بعد میں پتہ لگتا ہے کہ اصل قیمت کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد پتہ لگا کہ خلافت کی اہمیت کیا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت عمرؓ کے بعد تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر مسندِ خلافت پر بیٹھنے کے لیے حضرت عثمانؓ پر پڑی اور آپ اکابر صحابہؓ کے مشورہ سے اس کام کے لیے منتخب کیے گئے۔ آپؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے اور یکے بعد دیگرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں آپؓ سے بیاہی گئیں اور جب دوسری لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں اُسے بھی حضرت عثمانؓ سے بیاہ دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں آپ کو خاص قدر و منزلت حاصل تھی۔ آپ اہل مکہ کی نظر میں نہایت ممتاز حیثیت رکھتے اور اس وقت ملک عرب کے حالات کے مطابق مالدار آدمی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام اختیار کرنے کے بعد جن خاص خاص لوگوں کو تبلیغ اسلام کے لیے منتخب کیا ان میں ایک حضرت عثمانؓ بھی تھے اور آپؓ پر حضرت ابوبکرؓ کا گمان غلط نہیں گیا بلکہ تھوڑے دنوں کی تبلیغ سے ہی آپ نے‘‘ حضرت عثمانؓ نے ’’اسلام قبول کر لیا اور اس طرح اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں یعنی اسلام میں داخل ہونے والے اس پیشرو گروہ میں شامل ہوئے جن کی قرآن کریم نہایت قابل رشک الفاظ میں تعریف فرماتا ہے۔ عرب میں انہیں جس قدر عزت و توقیر حاصل تھی اس کا کسی قدر پتہ اس واقعہ سے لگ سکتا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رؤیا کی بنا پر مکہ تشریف لائے اور اہل مکہ نے بغض و کینہ سے اندھے ہو کر آپؐ کو عمرہ کرنے کی اجازت نہ دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا کہ کسی خاص معتبر شخص کو اہل مکہ کے پاس اس امر پر گفتگو کرنے کے لیے بھیجا جاوے اور حضرت عمرؓ کا اس کے لیے انتخاب کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہؐ! میں تو جانے کو تیار ہوں مگر مکہ میں اگر کوئی شخص ان سے گفتگو کر سکتا ہے تو وہ حضرت عثمانؓ ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کی نظر میں خاص عزت رکھتا ہے۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص گیا تو اس پر کامیابی کی اتنی امید نہیں ہو سکتی جتنی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ہے۔ اور آپؓ کی اس بات کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی درست تصور کیا اور انہی کو اس کام کے لیے بھیجا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کفار میں بھی خاص عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کا بہت احترام فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپؐ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تب بھی آپؐ اسی طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ تشریف لائے تو آپؐ نے جھٹ اپنے کپڑے سمیٹ کر درست کر لیے اور فرمایا حضرت عثمانؓ کی طبیعت میں حیا بہت ہے۔ اس لیے میں اس کے احساسات کا خیال کر کے ایسا کرتا ہوں۔ آپؓ ان شاذ آدمیوں میں سے ایک ہیں‘‘ یعنی حضرت عثمانؓ ان شاذ آدمیوں میں سے ایک ہیں ’’جنہوں نے اسلام کے قبول کرنے سے پہلے بھی کبھی شراب کو منہ نہیں لگایا اور زنا کے نزدیک نہیں گئے اور یہ ایسی خوبیاں ہیں جو عرب کے ملک میں جہاں شراب کا پینا فخر اور زنا ایک روزمرہ کا شغل سمجھا جاتا تھا اسلام سے پہلے چند گنتی کے آدمیوں سے زیادہ لوگوں میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ غرض آپؓ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے اخلاق آپؓ میں پائے جاتے تھے۔ دنیاوی وجاہت کے لحاظ سے آپؓ نہایت ممتاز تھے۔ اسلام میں سبقت رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ پر نہایت خوش تھے اور حضرت عمرؓ نے آپ کو ان چھ آدمیوں میں سے ایک قرار دیا ہے جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تک آپؐ کی اعلیٰ درجہ کی خوشنودی کو حاصل کیے رہے اور پھر آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے ایک فرد ہیں یعنی ان دس آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی۔‘‘

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 251-253)

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ سترہ یا اٹھارہ ذوالحجہ 35/ ہجری کو جمعہ کے دن شہید کیے گئے۔ ابوعثمان نَہْدِی کے مطابق حضرت عثمانؓ کی شہادت ایام تشریق کے وسط میں ہوئی یعنی بارہ ذوالحجہ کو جبکہ ابن اسحاق کے مطابق حضرت عثمانؓ کا واقعہ شہادت حضرت عمرؓ کے واقعہ شہادت کے گیارہ سال گیارہ ماہ اور بائیس دن کے بعد ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچیس سال بعد ہوا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جزء ۳ صفحہ ۱۵۹، عثمان بن عفان، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے بروز جمعہ 18/ ذوالحجہ 36/ ہجری میں نماز عصر کے بعد بیاسی سال کی عمر میں شہادت پائی۔ آپؓ شہادت کے وقت روزے سے تھے۔ ابو مَعْشَر کے نزدیک شہادت کے وقت آپ کی عمر 75 سال تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۴۳ ذکر عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)

حضرت عثمانؓ کی تجہیز و تکفین کے بارے میں بیان ہے کہ نِیَار بن مُکْرَم نے کہا کہ ہفتہ کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان حضرت عثمانؓ کی میت کو ہم چار اشخاص نے اٹھایا یعنی مَیں اور جُبَیر بن مُطْعِمؓ اور حکیم بن حِزَام اور ابوجُہَم بن حُذَیفہ۔ حضرت جُبَیر بن مُطْعِمؓ نے آپؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ معاویہ نے اس بات کی تصدیق کی۔ یہی چار آپؓ کی قبر میں اترے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت جُبَیر بن مُطْعِمؓ نے سولہ افراد کے ہمراہ حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ علامہ ابن سعد کا قول ہے کہ پہلی روایت زیادہ درست ہے یعنی چار آدمیوں والی جس میں ذکر ہے کہ چار افراد نے آپؓ کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۴۳ ذکر عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)

عبداللہ بن عمرو بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کو ہفتے کی رات مغرب اور عشاء کے درمیان حَشِّ کَوْکَبْ میں دفن کیا گیا۔ ربیع بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کی یہ آرزو تھی کہ وہ اپنے مُردوں کو حَشِّ کَوْکَبْ میں دفن کیا کریں۔ حش چھوٹے باغ کو کہتے ہیں اور کوکب ایک انصاری کا نام تھا جس کا یہ باغ تھا۔ یہ جنت البقیع کے بالکل قریب ہی ایک جگہ تھی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کہا کرتے تھے کہ عنقریب ایک مرد صالح وفات پائے گا اور اسے وہاں دفن کیا جائے گا یعنی حَشِّ کَوْکَبْ میں دفن کیا جائے گا اور لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ مالِک بن ابوعامر بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ پہلے شخص تھے جو وہاں دفن کیے گئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۴۲-۴۳ ذکر عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)
(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد ۵ صفحہ ۴۶۸ کوکب، دارالکتب العلمیہ بیروت ۲۰۰۵ء)

حضرت عثمانؓ کی تدفین کے حوالے سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ مفسدین اور باغیوں نے تین روز تک آپؓ کی تدفین نہیں ہونے دی۔ چنانچہ تاریخ طبری میں مذکور ہے کہ ابوبشیر عابِدِی نے بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ کی نعش تین دن تک بے گور و کفن رہی اور ان کی تدفین نہ ہونے دی گئی۔ پھر حضرت حکیم بن حزامؓ اور حضرت جُبَیر بن مُطْعِمؓ نے حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ کی تدفین کی بابت بات کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کے اہل سے ان کی تدفین کی اجازت طلب کریں۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ایسا کیا اور انہوں نے حضرت علیؓ کو اجازت دے دی۔ جب ان لوگوں نے یعنی مفسدین نے یہ بات سنی تو وہ پتھر لے کر راستے میں بیٹھ گئے اور حضرت عثمانؓ کے جنازے کے ساتھ ان کے اہل میں سے چند لوگ ساتھ نکلے۔ وہ لوگ مدینہ میں ایک احاطے میں جانا چاہتے تھے جسے حَشِّ کَوْکَبْ کہتے تھے۔ یہود وہاں اپنے مردے دفن کیا کرتے تھے۔ جب حضرت عثمانؓ کا جنازہ باہر آیا تو ان لوگوں نے آپؓ کی چارپائی پر پتھر مارے اور آپ کو گرانے کی کوشش کی۔ جب یہ بات حضرت علیؓ تک پہنچی تو انہوں نے ان لوگوں کی طرف پیغام بھجوایا اور کہا کہ وہ ایسا کرنے سے باز آ جائیں۔ اس پر وہ لوگ باز آ گئے۔ جنازہ چلا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کو حش کوکب میں دفن کر دیا گیا۔ جب امیر معاویہ لوگوں پر غالب آ گئے تو انہوں نے حکم دیا کہ اس احاطے کی دیوار کو گرا دیا جائے یہاں

تک کہ وہ بقیع یعنی قبرستان جو تھا اس میں شامل ہو جائے اور انہوں نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے وفات یافتگان کو حضرت عثمانؓ کی قبر کے ارد گرد دفن کریں یہاں تک کہ وہ احاطہ مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ جاملا۔

(تاریخ الطبری جلد۲ صفحہ ۶۸۷ ذکر الخبر عن الموضع الذی دفن فیہ عثمان...... دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

بعض کتب تاریخ میں یہ بھی بیان ہے کہ اس جگہ کو حضرت عثمانؓ نے خود خرید کر جنت البقیع میں شامل کر دیا تھا۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۵۸۶ عثمان بن عفان، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

بہر حال ابھی شاید کچھ ذکر مزید چلے گا۔تھوڑا سا رہ گیا ہے۔ آئندہ ان شاء اللہ۔

اس وقت میں، آج کچھ جنازے بھی پڑھانے ہیں۔ ان کا ذکر کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مولوی محمد ادریس تیرو صاحب مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ کا ہے جو 27، 28/فروری کی درمیانی شب مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ آئیوری کوسٹ کے شہری تھے اور ابتدائی تعلیم کے بعد یہ برکینا فاسو چلے گئے۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ عربی زبان میں مہارت حاصل کی۔ساٹھ کی دہائی میں انہوں نے قبول احمدیت کیا۔ 1983ء میں اپنی دلی خوشی کے ساتھ پاکستان گئے جہاں جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آئیوری کوسٹ میں بطور مبلغ خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ گھانا اور پھر برکینا فاسو میں خدمت بجا لانے کے بعد ستمبر 2007ء سے دوبارہ آئیوری کوسٹ میں خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

پاکستان جانے کا واقعہ بھی جو انہوں نے بیان کیا وہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔ ان کے پاس جو جمع پونجی تھی انہوں نے اس سے جہاز کا ٹکٹ خریدا اور پاکستان پہنچ کر کسی کو اطلاع نہیں کی۔ نہ جماعت آئیوری کوسٹ کو اطلاع نہ پاکستان میں کسی کو اطلاع۔ وہاں پہنچے۔ ایئر پورٹ سے باہر نکلے۔ بڑے فکرمند تھے تو دیکھا کہ ایک شخص ہے۔ اس کے پاس گئے بلکہ وہ شخص خود ہی ان کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ کہاں جانا ہے؟ انگلش ان کو آتی نہیں تھی۔ اردو بھی نہیں آتی تھی۔عربی کے ایک آدھ فقرے میں بات ہوئی تو بہر حال پھر وہ احمدیہ ہال میں لے آیا تو اس شخص نے بتایا کہ میری بیوی نے رات خواب دیکھی تھی کہ ایک غیر ملکی مہمان آ رہا ہے اور آپ اس کو لے کر آئے ہیں۔ وہ کہتے تھے اس وجہ سے میں ایئر پورٹ آ گیا تھا اور جب میں نے دیکھا کہ جہاز پر سے صرف آپ ہی اترے ہیں اور پریشان باہر کھڑے ہیں تو میں سمجھا یہی وہ مہمان ہے جو میری بیوی کو خواب میں نظر آیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح ان کا انتظام کر دیا اور اس واقعہ کو بڑا سناتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مَیں دعا سارے رستے میں بھی کرتا رہا اور اس وقت بھی اور دعا کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا انتظام کر دیا اور ایک رات پہلے اس احمدی شخص کی بیوی کو بھی کراچی میں خواب دکھا دی کہ میں آ رہا ہوں۔ اس طرح ان کا انتظام ہو گیا اور پھر وہ احمدیہ ہال پہنچے۔ اس کے بعد ربوہ پہنچے۔ بہر حال بڑے نیک دعا گو بزرگ تھے۔

قیوم پاشا صاحب جو مشنری انچارج آئیوری کوسٹ ہیں کہتے ہیں کہ برکینا فاسو میں بھی ہم نے تین سال اکٹھے کام کیا پھر آئیوری کوسٹ میں بھی اکٹھے کام کا موقع ملا۔ جماعت سے اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے پناہ محبت رکھنے والے تھے۔ بہت فدائی تھے۔عبادت گزار تھے۔سخی دل انسان تھے۔لوگوں کی بہت مدد کرتے تھے۔ بچوں کو اپنے گھر میں رکھ کر ان کی تعلیم اور دوسرے اخراجات اٹھائے۔ دین کی تبلیغ میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔مہمان نوازی بھی ان کا خاص شیوہ، ان کی پہچان تھی۔تبلیغ کرنے کا انداز بھی بہت اچھا تھا اور بہت علم بھی تھا۔لوگ ان کا انداز پسند کرتے تھے۔ جہاں تبلیغ کے لیے بیٹھتے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے۔تہجد گزار، سچی خوابیں دیکھنے والے شخص تھے۔ بے نفس وجود تھے۔

صدیق جیالو صاحب معلم آئیوری کوسٹ ہیں کہتے ہیں مولوی ادریس تیرو صاحب جماعت اور خلافت کے دیوانے تھے جو ہر وقت جماعت کی خاطر ہر قربانی کے لیے تیار رہتے تھے۔ میں نے آئیوری کوسٹ میں ان سے زیادہ جماعت سے محبت کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ کی نیشنیلٹی کیا ہے تو جواب دیا کرتے تھے نہ میں افریقن ہوں نہ میں یورپین ہوں۔ نہ کوئی اَور میری نیشنیلٹی۔ میری پہچان میری قوم احمدیت ہے۔ آئیوری کوسٹ کے اولین احمدیوں میں سے تھے۔

باسط صاحب مبلغ آئیوری کوسٹ لکھتے ہیں۔ ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے جو بھی فیض پایا خلافت کی بدولت ہی پایا۔علمی لحاظ سے بھی بہت بلند پایہ انسان تھے۔ جُولا (Jula) جو ان کی مادری زبان تھی اس کے علاوہ فرنچ، عربی، اردو پر بھی کافی عبور حاصل تھا۔علم کلام کے ماہر اور مناظر تھے۔ وہابی علماء کے ساتھ مناظرے کیا کرتے تھے۔ ایک احمدی بھائی عبداللہ صاحب نے سان پیڈرو (San Pedro) میں ہونے والے ایک مناظرے کا واقعہ سنایا کہ وہابیوں کی مسجد میں پہنچے اور مناظرے کے لیے طے ہوا کہ صرف قرآن کریم سے دلائل دیے جائیں گے۔ صبح آٹھ سے لے کے شام چھ بجے تک مسلسل مناظرہ جاری رہا جس کے دوران صرف نماز کا وقفہ کیا گیا۔ اس دوران مولوی صاحب نے ایسے دلائل مخالف مولوی صاحب کو دیے جس کا وہ کوئی ردّ پیش نہ کر سکا اور اپنی شکست تسلیم کی اور احمدیت کو اس مناظرے میں فتح نصیب ہوئی۔ پھر لکھتے ہیں کہ ان کی حیثیت لائبریری جیسی تھی۔تبلیغ کے لیے میدان میں آپ کو حوالہ جات زبانی یاد ہوتے تھے۔ پھر وہ چاہے اردو میں ہوں یا عربی میں یا فرنچ میں، کسی زبان میں بھی حوالہ ہو فوراً سناد یا کرتے تھے۔ دعا کو ہمیشہ اپنا حربہ بناتے تھے اور سب کو دعا کرنے کی نصیحت بھی کیا کرتے تھے۔

ان کی ایک بیوی اور چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو بھی نظام سے تعلق میں فعال کرے اور ان کی خواہشات کے مطابق ان کو نظام کا حصہ بنائے۔ کچھ اتنا زیادہ تعلق نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

دوسرا جنازہ ہے وہ مکرمہ امینہ نائیگا کائرے (Kaire) صاحبہ کا ہے جو محمد علی کائرے صاحب امیر و مشنری انچارج یوگنڈا کی اہلیہ تھیں۔ 20/فروری کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ایک عاجز، تعلیم یافتہ اور بہادر خاتون تھیں۔ کائرے صاحب نے بتایا کہ میرے کامیاب مربی ہونے کی ایک خاص وجہ میری اہلیہ ہیں۔ یوگنڈن ہیں لیکن بہت اخلاص اور وفا رکھنے والی۔ کہتے ہیں جب ہماری شادی ہوئی تو ان کی عمر انیس سال تھی۔ آپ کو قرآن کریم پڑھنا نہیں آتا تھا مگر چونکہ آپ کو اس کے لیے جوش اور لگن تھی اس لیے آپ نے قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیا اور اس کے مطالب پر غور کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کرنے کی ان کو توفیق ملی اور تبلیغ کا ان کو بڑا شوق تھا۔ 2005ء میں ان کو صدر لجنہ مقرر کیا گیا۔ ایک دو مرتبہ ان کو جیل بھی ہوئی کسی غلط قسم کے جرم میں مطلب ان کی غلطی نہیں تھی ظالمانہ طور پر ان کو جیل بھی جانا پڑا۔ تربیت کے معاملے میں ایک نمونہ تھیں۔ آپ بڑی بہادری سے غیر از جماعت کے اعتراضات کے جواب دیتی تھیں۔ آپ کی بیٹی بتاتی ہیں کہ آپ ہر حالت میں خواہ صحت مند ہوں یا بیمار ہمیشہ نماز کی پابند رہتی تھیں۔ ہر سال ماہ رمضان میں اعتکاف بیٹھتی تھیں۔ ذاتی اعتراضات کو برداشت کرتی تھیں مگر مذہب کے بارے میں کچھ برداشت نہ کرتی تھیں۔ آپ کو پولیٹیکل فورم پر مختلف لیول پر بھی کام کرنے کی توفیق ملی۔مرحومہ موصیہ تھیں پسماندگان میں میاں کے علاوہ چھ بچے شامل ہیں جن میں سے دو بیٹے مشنری ہیں۔

اگلا ذکر مکرم لؤی قزق صاحب شام کا ہے۔ 10/دسمبر کو اڑتالیس سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت 1928ء میں آئی جب حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب دمشق سے حَیفا تشریف لے گئے تھے۔ حَیفا کے پہلے احمدی مکرم رُشدی بَاکیر بُسْطِی صاحب کی تبلیغ سے مرحوم کے پڑدادا علی صالح قزق صاحب اور ان کے بھائی محمد قزق صاحب (والد طٰہٰ قزق صاحب سابق صدر جماعت اردن) نے مع فیملی بیعت کی۔ بعد میں اسرائیل کے قیام پر ان کا خاندان دمشق ہجرت کر گیا۔مرحوم بہت مخلص احمدی تھے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، خلافت سے محبت کرنے والے، جماعتی خدمت میں پیش پیش رہنے والے، باوجود غربت کے دوسروں کی مالی مدد کرنے والے تھے اور ہمدرد اور نیک انسان تھے۔مرحوم نے دو بیویاں اور تین کمسن بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ دو بیٹیاں وقف نو میں شامل ہیں۔

وسیم محمد صاحب صدر جماعت ان کی خدمات میں بیان کرتے ہیں کہ سیریا کے حالات ایسے تھے کہ جب بھی کہا جاتا تھا خاص طور پر مریضوں اور زخمیوں کو ہسپتال پہنچانا ہوتا تھا تو ان حالات میں بے دھڑک ہو کے یہ کام کیا کرتے تھے۔ اسی طرح مجالس عاملہ کے ممبران کو دوروں پہ لے جانا۔ کار ان کو لے دی تھی۔ اس کے ساتھ یہ کام کرتے تھے۔ جب کام ہوتا فوراً پہنچ جاتے۔ بڑی بشاشت سے خدمات پیش کرتے اور دلی جوش سے یہ سارے کام سرانجام دیتے۔ چندے بڑی پابندی سے ادا کرتے جو آخری سال میں بہت بڑھ گئے تھے۔ احمدیوں کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ مرحوم نے اپنی سادگی، کم گوئی، اخلاص اور خدمت خلق اور حسنِ نیت کی وجہ سے سب پر نیک اثر چھوڑا ہے۔

مرحوم کی اہلیہ خدیجہ علی صاحبہ کہتی ہیں۔ میرے میاں اللہ کے فضل سے بہت مخلص احمدی تھے۔ جماعت سے بہت محبت کرنے والے تھے۔ لوگوں کی مدد کرنا انہیں بہت اچھا لگتا تھا۔ گھر کے کاموں میں میرا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اپنی بیٹیوں سے بہت محبت کرتے اور ان کی نیک تربیت کا خیال رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر دیر تک جماعت کے بارے میں باتیں کیا کرتے۔ اللہ کے فضل سے آپ نے اپنی زندگی کا آخری سال بھی جماعت کی خدمت میں گزارا اور اس بات سے بہت خوش تھے۔

ان کے خالہ زاد بھائی اکرم سلمان صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اور ان کے بھائی نے ان کے ذریعہ سے بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں ہم بیعت سے پہلے بھی مرحوم کے اعلیٰ اخلاق کے گواہ ہیں۔ خود ان کے اپنے مالی حالات بہت اچھے نہ تھے۔ پھر بھی وہ غریب رشتہ داروں کی مدد کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں جس بات نے مجھے بہت متاثر کیا وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ بہت اچھی ملازمت ان کو مل گئی جس سے ان کے سارے قرض اتر گئے۔ یہ کزن کہتے ہیں کہ اس کے بعد انہوں نے بجائے مال جمع کرنے کے میری غریب خالاؤں کی ایک بڑی رقم ادا کی اور کہا کرتے تھے کہ جب میری صحت اچھی ہے اور میرے پہ کوئی قرض نہیں تو میں امیر ہوں اور میں ضرورت سے زیادہ مال محتاجوں پر خرچ کرنا چاہتا ہوں اور چاہیے۔ کہتے ہیں یہ بات میرے لیے بڑی حیرت انگیز تھی کیونکہ میں نے زندگی بھر ایسی قناعت اور مالی قربانی کی ایسی طاقت کسی میں نہیں دیکھی۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ ہم دونوں بھائیوں کی بیعت کے بعد ہماری تعلیم اور تربیت اور خلافت کے ساتھ جوڑنے کے لیے بڑی محنت کی۔ ہمیں برکات خلافت سے متمتع ہونے کے مؤثر واقعات سناتے تھے جس سے ہمارے دلوں میں خلافت کی محبت پیدا ہوئی۔ ان کے بھائی معتز قزق صاحب جو جامعہ کینیڈا کے استاد ہیں لکھتے ہیں کہ میرے مرحوم بھائی بہت مخلص اور خلافت سے محبت کرنے والے تھے۔ اگرچہ ہمارے اجداد احمدی تھے مگر ہمیں احمدیت کا کوئی علم نہ تھا۔ میرے بھائی اپنے دادا اخضر قزق صاحب کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے حلب شہر سے دمشق گئے جہاں ان کی ملاقات احمدی احباب سے ہوئی اور جماعت کے بارے میں تبادلہ خیال ہوا۔ واپس آنے کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ سجدوں میں بہت زیادہ رونے لگ گئے ہیں۔ اس یکا یک تبدیلی پر مَیں بہت حیران ہوا۔ اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے مجھے بھی جماعت کا تعارف کرایا۔ پھر کہتے ہیں میں نے تحقیق کی۔ پہلے تو نام کے احمدی تھے پھر باقاعدہ تحقیق کی کہ جماعت کی تعلیم کیا ہے اور ایک رؤیا دیکھنے کے بعد میں نے دوبارہ بیعت کر لی۔ میری بیعت میں میرے بھائی کی نیک تبدیلی کا بڑا کردار تھا۔ دوبارہ سے مراد ہے کہ ایک تو پہلے خاندانی طور پر، رسمی طور پر تو احمدی چلتے آرہے تھے لیکن عملاً احمدی نہیں تھے اس لیے دوبارہ سمجھ کے بیعت کی۔ مرحوم کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ خلیفۂ وقت کے لیے بہت دعائیں کرتے تھے۔ نظام وصیت میں شامل تھے۔ مرحوم کو اپنی وفات کے قریب ہونے کا احساس ہو گیا تھا جس کا ذکر انہوں نے وفات سے چند روز قبل اپنی والدہ صاحبہ اور اپنی بیویوں سے کر دیا تھا۔

اگلا جنازہ جو ہے وہ مکرمہ فرحت نسیم صاحبہ ربوہ کا ہے جو مکرم محمد ابراہیم صاحب حنیف جو ماسٹر سارچوری صاحب کہلاتے تھے ان کی اہلیہ تھیں۔ 26/ دسمبر کو 86 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے والد حضرت میاں علم دین صاحبؓ اور دادا حضرت میاں قطب الدین صاحبؓ لودھی ننگل ضلع گورداسپور کے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شامل تھے۔

آپ بے شمار خوبیوں کی مالک تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، صابرہ اور شاکرہ، دعا گو، سادہ مزاج، غریب پرور، خلافت سے والہانہ عقیدت رکھنے والی نیک مخلص خاتون تھیں۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ متعدد بار مختلف تحریکات میں اپنا زیور پیش کرنے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں اور متعدد نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔ ان کے دو نواسے مربی سلسلہ بھی ہیں ایک بیٹے بھی مربی سلسلہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان سب مرحومین سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان سب کے درجات بلند فرمائے۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ایک رہنما کتاب، شریعت اور سنت ملی جو اپنی اصلی حالت میں آج تک زندہ وجاوید ہے۔ باوجود اس قدر رہنمائی کے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دھجیاں اڑائی ہیں۔ پس امتِ مسلمہ تو ایک طرف رہی یعنی دوسرے ملک جن کے حقوق ادا کرنے ہیں یہاں تو اپنے ہم وطنوں کے بھی مال غصب کئے جارہے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ تقویٰ پر چل کر حکومت چلانے والے ہوں گے، یا حکومت چلانے والے ہوسکتے ہیں۔ یہ لوگ ملک میں فساد اور افراتفری پیدا کرنے کا ذریعہ تو بن سکتے ہیں۔ طاقت کے زور پر کچھ عرصہ حکومتیں تو قائم کر سکتے ہیں لیکن عوام الناس کے لئے سکون کا باعث نہیں بن سکتے۔ پس ایسے حالات میں پھر ایک ردّ عمل ظاہر ہوتا ہے جو گو اچانک ظاہر ہوتا ہوا نظر آرہا ہوتا ہے لیکن اچانک نہیں ہوتا بلکہ اندر ہی اندر ایک لاوا پک رہا ہوتا ہے جو اَب بعض ملکوں میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے اور بعض میں اپنے وقت پر ظاہر ہو گا۔ جب یہ لاوا پھٹتا ہے تو پھر یہ بھی طاقتوروں اور جابروں کو بھسم کر دیتا ہے۔ اور پھر کیونکہ ایسے ردّ عمل کے لئے کوئی معین لائحہ عمل نہیں ہوتا۔ اور مظلوم کا ظالم کے خلاف ایک ردّ عمل ہوتا ہے۔ اپنی گردن آزاد کروانے کے لئے اپنی تمام تر قوتیں صرف کی جارہی ہوتی ہیں۔ اور جب مظلوم کامیاب ہو جائے تو وہ بھی ظلم پر اُتر آتا ہے۔ اس لئے مَیں کہہ رہا ہوں کہ احمدی کو اسلامی دنیا کے لئے خاص طور پر بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ ہر ملک اس لپیٹ میں آجائے اور پھر ظلموں کی ایک اور طویل داستان شروع ہو جائے۔ خدا تعالیٰ حکومتوں اور عوام دونوں کو عقل دے اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر مسلمان لیڈر شپ میں تقویٰ ہوتا، حقیقی ایمان ہوتا تو جہاں سربراہانِ حکومت جو بادشاہت کی صورت میں حکومت کر رہے ہیں یا سیاستدان جو جمہوریت کے نام پر حکومت کر رہے ہیں، وہ اپنے عوام کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوتے۔ پھر اسلامی ممالک کی ایک تنظیم ہے، یہ تنظیم صرف نام کی تنظیم نہ ہوتی بلکہ مسلمان ممالک انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہوتے نہ کہ اپنے مفادات کے لئے اندر خانے ایسے گروپوں کی مدد کرنے والے جو دنیا میں فساد پیدا کرنے والے ہیں۔ اگر حقیقی تقویٰ ہوتا تو عالمِ اسلام کی ایک حیثیت ہوتی۔ عالمِ اسلام اپنی حیثیت دنیا سے منواتا۔ برّاعظم ایشیا کا ایک بہت بڑا حصہ اور دوسرے برّاعظموں کے بھی کچھ حصوں میں اسلامی ممالک ہیں، اسلامی حکومتیں ہیں۔ لیکن دنیا میں عموماً ان سب ممالک کو غریب قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا غیر ترقی یافتہ قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا کچھ ترقی پذیر کہلاتی ہیں۔ بعض جن کے پاس تیل کی دولت ہے، وہ بھی بڑی حکومتوں کے زیرِ نگیں ہیں۔ ان کے بجٹ، ان کے قرضے جو وہ دوسروں کو دیتے ہیں، اُن کی مدد جو وہ غریب ملکوں کو دیتے ہیں، یا مدد کے بجٹ جو غریب ملکوں کے لئے مختص کئے ہوتے ہیں اُس کی ڈور بھی غیر کے ہاتھ میں ہے۔ خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے، خدا کے بجائے بندوں سے ڈرنے کی وجہ سے، نااہلی اور جہالت کی وجہ سے اور اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نہ ہی دولت کا صحیح استعمال اپنے ملکوں میں انڈسٹری کو ڈویلپ (Develop) کرنے میں ہوا ہے، نہ زراعت کی ترقی میں ہوا ہے۔ حالانکہ مسلمان ممالک کی دولتِ مشترکہ مختلف ملکوں کے مختلف موسمی حالات کی وجہ سے مختلف النوع فصلیں پیدا کرنے کے قابل ہے۔ یہ مسلمان ملک مختلف قدرتی وسائل کی دولت اور افرادی قوت سے اور زرخیز ذہن سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن کیونکہ مفادات اور ترجیحات مختلف ہیں، اس لئے یہ سب کچھ نہیں ہو رہا۔ آخر کیوں مسلمان ملکوں کے سائنسدان اور موجد اپنے زرخیز ذہن کی قدر ترقی یافتہ ممالک میں جاکر کرواتے ہیں۔ اس لئے کہ اِن کی قدر اپنے ملکوں میں اُس حد تک نہیں ہے۔ اُن کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ اُن کو سہولتیں نہیں دی جاتیں۔ جب اُن کے قدم آگے بڑھنے لگتے ہیں تو سربراہوں یا افسر شاہی کے ذاتی مفادات اُن کے قدم روک دیتے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں ملائشیا مثلاً بڑا ترقی یافتہ یا ٹیکنالوجی کے لحاظ سے آگے بڑھا ہوا سمجھا جاتا ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک اُسے بھی ترقی پذیر ممالک میں ہی شمار کرتے ہیں۔ بہرحال یہاں پھر وہی بات آتی ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے۔ اور اس کے باوجود کہ تقویٰ کوئی نہیں ہے ہر بات کی تان اسلام کے نام پر ہی ٹوٹتی ہے۔ قدریں بدل گئی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 25/ فروری 2011ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلَیْنَا بَرَکَاتِ مُحَمَّدٍ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ:50)

ترجمہ: اے اللہ! امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔ اے اللہ! محمد ﷺ کی امت پر رحم فرما۔ اے اللہ! ہم پر محمد ﷺ کی برکات نازل فرما۔ اور محمد ﷺ پر رحمتیں اور برکتیں اور سلام بھیج۔

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے دعا ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’اس دور میں قدرتی آفات اور وبائیں خدا تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ کے طور پر آرہی ہیں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے نشان کے طور پر۔ تاہم چند احمدی بھی ان آفات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے وفا اور خلوص کا تعلق رکھیں تو پھر ان وباؤں میں ہماری جماعت کے متاثرہ لوگوں کی تعداد دوسروں کے مقابل پر بہت کم ہوگی۔ ان شاء اللہ۔‘‘

دنیا کو متنبہ کرنے کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدیوں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’یقیناً یہ ہمارا فرض ہے بطور احمدی مسلمان، لوگوں کو متنبہ کریں کہ ان مصائب و شدائد کی اصل وجہ جو انسانیت کو درپیش ہیں، جن میں جنگیں بھی شامل ہیں یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے دور ہٹتا جا رہا ہے اور خدا کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے میں غفلت برت رہا ہے۔ اگر مستقبل میں کوئی جنگ ہوئی تو دوسروں کو یہ خیال آئے گا کہ ایک جماعت ایسی تھی کہ جو انسانیت کو آنے والے حالات سے آگاہ کرتی رہی ہے اور یوں ممکن ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائیں۔‘‘

(سوئٹزرلینڈ نیشنل عاملہ online ملاقات 7نومبر 2020)

مریم رحمٰن

اعلان ولادت

مکرم حبیب احمد مبشر واقف زندگی دفتر AMJ انٹرنیشنل طاہر ہاؤس برطانیہ سے اعلان بھجواتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 12مارچ 2021ء کو خاکسار کو دوسرے بیٹے عزیزم ادیب احمد مبشر سے نوازا ہے۔

عزیزم واقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔ عزیزم مکرم مبشر احمد کا پوتا اور مکرم مبشر احمد خان کا نواسہ ہے۔ خاکسار کا بڑا بیٹا عزیزم عقیب احمد مبشر بھی واقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ نومولود کو نیک، خادم دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین۔

اعلان ولادت

مکرم ڈاکٹر سید کلیم اللہ صادق صاحب آف لندن اعلان بھجواتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار اور محترمہ مونا صادق صاحبہ کو مورخہ 23/ مارچ 2021ء کے روز ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کے بعد دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام سید آیان مجیب صادق تجویز ہوا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچے کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرمانے کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

نومولود مکرم سید مجیب اللہ صادق صاحب مرحوم آف لندن کا پوتا اور مکرم ناصر احمد شمس صاحب کا نواسہ ہے۔

قارئین کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کی عمر وصحت میں برکت عطا فرمائے اور نیک، صالح، خادم دین اور والدین کے لیے قرۃ العین بنائے۔ آمین

درخواست دعا

محترم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح استاد جامعہ احمدیہ یوکے لکھتے ہیں کہ چند روز قبل خاکسار نے اپنی اہلیہ صاحبہ کے لئے احباب جماعت سے الفضل کی وساطت سے درخواست دعا عرض کی تھی۔ ان دنوں وہ لندن کے ایک کینسر ہسپتال Royal Marsden میں داخل تھیں جہاں ان کے متعدّد قسم کے X-Rays اور دیگر tests جاری تھے۔ ان تمام طبّی معائنوں کے نتائج دیکھ کر ڈاکٹروں کی آخری رائے یہ ہے کہ سردست ان کے کینسر کی سنگینی کے پیش نظر ان کا کوئی علاج ممکن نہیں۔ لہٰذا ہم لوگ اہلیہ صاحبہ کو گھر لے آئے ہیں جہاں گھر کے افراد کے علاوہ ایک HOSPICE کی ٹیم بھی انہیں گھر آکر ہر ممکن آرام پہنچانے کی کوشش کر رہی ہے۔

جملہ احباب جماعت سے ان کے لئے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے تا ہمارا قادر مطلق خدا محض اپنے فضل اور اپنی قدرت سے اہلیہ کی اعجازی رنگ میں کامل اور عاجل شفایابی کے سامان فرمادے اور ان کی صحت اور زندگی میں غیرمعمولی برکت بخش دے۔ آمین

تاثرات/آراء

محترم عبدالمجید زاہد صاحب سڈنی آسٹریلیا سے لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے الفضل کا شمارہ روزانہ پڑھنے کو ملتا ہے۔ مورخہ 26 مارچ 2021ء کا شمارہ آج موصول ہوا جس میں ’’خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے شہید‘‘ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب صدیقی شہید کا ذکر خیر تھا۔ آپ کے ساتھ بیتے ہوئے دنوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ آپ کے ساتھ تیرہ سال تک خدمت کرنے کا موقع ملا آپ داعیان الی اللہ کے امیر تو تھے ہی اس کے ساتھ آپ کو ضلع کے نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کی بڑی فکر رہتی تھی آپکی بڑی خواہش تھی کے ضلع کے نوجوان علم ومعرفت میں بھی کمال حاصل کر کے جماعت کا نام روشن کریں۔ اس کے لئے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے اسٹوڈنٹس کو ہرسال اپنی طرف سے وظائف اور نقد انعامات دیتے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ شہید کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ آمین

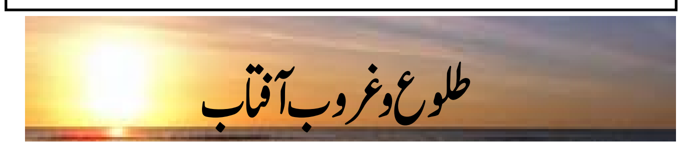

05اپریل2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	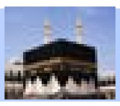	04:53	18:37
مدینہ منورہ	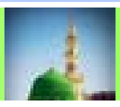	04:50	18:40
قادیان	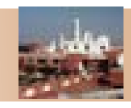	04:49	18:51
ربوہ		04:29	18:31
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:00	19:43